بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين،
أَمَّا بَعْدُ:

04-17: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:85-83)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

﴿وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِهٖ‌ۚ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَاِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ‌ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۸۳﴾ (النساء:83)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان آیات میں ایک خاص قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے جو پچھلی آیات میں بھی گزر چکا ہے کہ منافقین ہیں، منافقین وہ لوگ تھے جو کفر کو چھپا کر ایمان کو ظاہر کرتے تھے اسے نفاق اکبر بھی کہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے۔

اور یہ تب ہوا جب مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طاقت اور غلبہ ملا دشمنوں پر تو جو بزدل تھے کافروں میں سے جنہوں نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تھا باطن میں وہ کافر تھے دل سے وہ کافر تھے لیکن ظاہراً اپنی زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اُن میں سے اکثر جو تھے شر پسند تھے بلکہ سب ہی سمجھ لیں آپ کچھ زیادہ کچھ کم۔

منافق ہمیشہ شر پسند ہوتے ہیں اُن کی ایک شرارت کا ذکر بڑی خطرناک شرارت ہے اور بعض لوگ دور حاضر میں بہت زیادہ تعداد میں اس مصیبت میں مبتلا ہیں (اِلَّا من رحم اللہ سُبحانہ وتعالیٰ)، میڈیا، سوشل میڈیا، خبریں اور بغیر تحقیق کے کسی بات کو آگے پہنچا دینا دور حاضر میں ایک بڑی مصیبت ہے یہ بڑا فتنہ ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے)۔

اکثر ٹاک شوز (Talk Shows) میں دیکھیں اُن کی ریٹنگ (Rating) دیکھیں جب تک کسی خبر کو آگ کی طرح نہ پھیلائیں اُن کو سکون نہیں آتا اور نہ ہی اُن کا بزنس آگے چلتا ہے۔

میں پھر سے کہتا ہوں (اِلَّا من رحم اللہ) اور بہت کم لوگ ہیں جو اس مسئلے کو سمجھتے ہیں اور خبر کی تحقیق کر کے آگے پہنچاتے ہیں جبکہ خبر کو بغیر تحقیق کے پہنچانے کے لیے بڑی سخت وعید ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ'' (یہ کافی ہے کسی شخص کے لیے جھوٹا ہونا کہ ہر بات کو آگے پہنچا دے جو وہ سنتا ہے)۔

یعنی تحقیق کرتا نہیں کان میں بات آئی زبان سے بول دیا، اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ امن وامان قائم ہو بدامنی ہو قتل وغارت ہو کچھ بھی ہو بات سنی آگے پھیلادی آگے پہنچادی۔

نشرواشاعت اگر چھوٹے پیمانے پر ہو تو چھوٹا اس کا اثر ہوتا ہے چھوٹا خطرہ ہے، بڑے پیمانے پر ہو اس سے زیادہ خطر ہوتا ہے، سب سے بڑا ہو تو سب سے زیادہ ہوتا ہے خصوصی طور پر امن وامان کے تعلق سے جو خبریں ہوتی ہیں یا بدامنی کے تعلق سے؛ جنگ ہے، قتل وغارت ہے، حکمران وقت کے خلاف کاروائی ہے، حکومت کے خلاف باتیں ہیں، یہ بدامنی کا باعث بنتے ہیں اور دشمنان اسلام اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بعض لوگوں کو مزہ آتا ہے ایسی خبریں سن کر جو حکومت کے خلاف ہوتی ہیں، اکثر مجالس میں آپ دیکھیں شادی بیاہ پر بلکہ تعزیت پر بھی لوگوں کا اکثر یہی مشغلہ ہوتا ہے کہ وقت نہیں گزرتا جب تک کہ حکومت پر بات نہ کی جائے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ موضوع کتنے خطرناک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا حکم دیا ہے اس موضوع کے تعلق سے، اور وہ کون سے لوگ تھے جو اس میں ملوث تھے تاکہ ہم ان سے بچ سکیں (ایسا ہے نا)، اور یہ خصوصی طور پر اُن اداروں کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کا تعلق خبروں سے ہے۔

دین اسلام کامل دین ہے یہ نہ سمجھیں کہ خبروں کے تعلق سے یا سوشل میڈیا یا میڈیا کے تعلق سے قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے، ہے اور آج کے درس میں ہم دیکھتے ہیں اس ایک ہی آیت میں دیکھیں کمال ہے واللہ! کمال ہے اللہ کی قسم! مسئلہ بھی ہے اور کس حد تک خطرناک ہے یہ بھی ہے:

(۱) کتنی بڑی حیثیت ہے کیا اہمیت ہے۔

(۲) خاتمہ کیسے ہوگا حل کیا ہے۔

(۳) جو لوگ حل نہیں چاہتے اُن کا انجام کیا ہے۔

کچھ چھوڑی ہے کوئی چیز؟!

آیئے دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا جَآءَهُمۡ أَمۡرٌ﴾: اور جب اُن کو پہنچتا ہے کوئی معاملہ۔

﴿مِّنَ ٱلۡأَمۡنِ أَوِ ٱلۡخَوۡفِ﴾: چاہے امن کی خبر آتی ہے یا بدامنی کی خوف کی خبر آتی ہے۔

﴿أَذَاعُواْ بِهِۦ﴾: اسے مشہور کرکے پھیلادیتے ہیں۔

نشرواشاعت کردیتے ہیں: ﴿أَذَاعُواْ بِهِۦ﴾: "إذاعة" اعلان کو کہتے ہیں کہ اعلان کردیتے ہیں یعنی سرعام اسے پھیلادیتے ہیں (خاص مجالس میں نہیں سرگوشی میں نہیں یہ اعلان نہیں ہوتا اسے إذاعة نہیں کہتے) اُسے بڑے پیمانے پر پھیلادیتے ہیں نشر کردیتے ہیں: ﴿أَذَاعُواْ بِهِۦ﴾۔

کرنا کیا چاہیے تھا؟

﴿وَلَوۡ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ﴾: اور اگر یہ واپس لوٹاتے اس معاملے کو اس مسئلے کو اس خبر کو رسول کی طرف (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

﴿وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ﴾: اوران کے جواولی الامر ہیں ان کی طرف واپس لوٹاتے۔

اوراولی الامر سے مراد علماءاور حکمران، علماء کی طرف مسئلے کولوٹادیتےاور حاکم وقت جو ہے جس کی گرفت بھی ہے پکڑ بھی ہےاور سمجھ بھی ہے ادارے بھی ہیں پتہ بھی ہے،اب بعد میں بتاتاہوں کہ کرپٹ ہے نہیں ہےاس کو چھوڑیں بعد کی بات ہے میں یہ بتارہاہوں کہ اس کا حل کیا ہے کیونکہ بعض لوگوں نے کہاہے کہ ہے تووہ کرپٹ۔

وہ کرپٹ کیوں ہے یہ الگ بحث ہے بتاتاہوں میں آپ کو،اُس کی کرپشن کامیرےاعمال سے کوئی تعلق ہے کہ نہیں، میں کتنابڑاکرپٹ ہوں اس سے تعلق ہے کہ نہیں الگ بات ہے معاشرے میں جیسے لوگ ہیں حکمران ویسے ہوں گے باقی بات سمجھاتاہوں ذرایہ سمجھ لیں پہلے آپ:

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ﴾: اگرواپس لوٹاتےاس معاملے کواس خبرکورسول کی طرف (علیہ الصلاۃ والسلام) حیات میں۔

اب رسول توموجود نہیں ہے کیا یہ آیت اس وقت تک کی تھی یاتاقیامت اس پر عمل ہوگا؟تاقیامت ہوگا،تو﴿إِلَى الرَّسُولِ﴾ نہیں ہے "إلى حديث الرسول" سنت رسول توہے نا۔

تولوٹاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مسئلہ ہوجاتا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پاگئے ہیں توسنت زندہ ہے سنت کی طرف رجوع کردیتے۔

﴿وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ﴾: اوران میں سے جواولی الامر ہیں ان کی طرف اس کولوٹادیتے فوراًنشرواشاعت کرتے کیونکہ مسئلہ امن وامان کا اور بدامنی کاہے دہشت کاہے قتل وغارت ہوسکتی ہے خون ریزی ہوسکتی ہے تواس سے بچنالازمی ہے۔

اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ خونریزی سے خود بھی بچے فتنے فساد سے خود بھی بچےاور معاشرے کو بھی بچائے دوسرے مسلمانوں کو بھی بچائے یہ ایک ذریعہ ہےاس قتل وغارت سے فتنے فساد سے بچنے کاکیونکہ آگ کی ابتداءزبان سے ہوتی ہے پہلی چنگاری زبان سے نکلتی ہے عمل ہتھیار بعد میں اٹھتے ہیں یادرکھیں۔

اگرواپس لوٹاتے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اوراولی الامر کی طرف: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾: توخوب جان لیتے وہ جواستنباط کرتے ہیں اور مسئلے کی تہہ تک جاکراس کونکال لیتے ہیں۔

تہہ تک کون جاتے ہیں ہر بندہ نکال لیتاہے؟! یہ خبرہےاس کاامپیکٹ (Impact) گہرائی کہاں تک جائے گی تولتے ہیں پھر بولتے ہیں، کیاکیا اس میں اثرہوسکتاہےاچھایابُراپھر فیصلہ کرتے ہیں،استنباط پہلے ہے۔

اچھالفظ جواستنباط ہے نکلاکہاں سے ہے فقہ میں اکثرآپ یہ سنتے ہیں؟

جب پانی نکالنے کے لیے کھدائی ہوتی ہے پانی زمین سے نکالا جاتاہے نابورنگ (Boring) ہوتی ہےاب گہرائی تک جاتے ہیں پھرآپ پانی نکالتے ہیں تو "استنباط الماء" سے لفظ نکلاہےاصل میں،جب تک آپ گہرائی تک نہیں جائیں گے پانی نہیں نکلے گااگرآپ کوگہرائی تک پانی نہیں ملا تواستنباط نہیں کیاآپ نے؛گہرائی تک توگئے ہیں ناآپ نے کھودابھی ہے محنت بھی کی ہے کچھ ہاتھ میں نہیں ملاپانی نہیں ملاتواستنباط نہیں ہے۔

تو کیا ہر عالم حق کی طرف پہنچتا ہے؟

ہر طالب علم پہنچ سکتا ہے؟

ہر شخص جو ہے جتنا بڑا عالم ہو یا جتنا بڑی سمجھ ہو وہ تمام مسائل اُن کا حل ڈھونڈ سکتا ہے؟

حل وہ ڈھونڈے گا جو پائے گا پائے گا کہاں سے اس لیے پہلے ﴿الرَّسُوْلِ﴾ کا لفظ ہے۔

﴿الرَّسُوْلِ﴾ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں خود فیصلہ کرتے تھے کبار صحابہ ساتھ تھے خود مشورہ کرتے تھے فیصلہ ہوتا تھا ایسا ہے کہ نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد سنت موجود ہے علماء موجود ہیں جو اولی الامر میں سے ہیں وہ استنباط کرتے ہیں ان مسائل کا قرآن اور سنت کی روشنی میں اور پھر خبر کو تولتے ہیں اس قرآن اور سنت پر پھر فیصلہ کرتے ہیں کمال ہے نا؟ ! جی !

﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾: جان لیتے حق تحقیق کے بعد جانچ پڑتال کے بعد پھر فیصلہ کرتے اس خبر کو پھیلانا ہے کہ نہیں پھیلانا نشر واشاعت کرنی ہے کہ نہیں کرنی ہے۔

اب ذمہ دار کون ہے یہ ادارہ جس نے نشر واشاعت کی ہے یا یہ علماء ہیں اولی الامر ہیں؟ اگر غلط بھی ثابت ہوتی ہے ذمہ دار کون ہیں؟

اگر یہ بغیر استنباط کے بغیر علماء کی طرف رجوع کر کے اور بغیر اولی الامر کی طرف رجوع کر کے خود کاروائی کر کے پھیلا دیتے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے مفادات کی زندگی مفادات کا زمانہ (نعوذ باللہ، اِلَّا من رحم اللہ سُبحانہ وتعالی)۔

ریٹنگ (Rating) بڑھتی ہے کون کس کو کتنا پیسہ دیتا ہے کون کتنا ہڑپ کرتا ہے کون کتنا لیتا ہے کیا خبر بنانی ہے کیا خبر بنتی ہے خبر اصل کیا ہے اس میں کیا شامل کرنا ہے کیسے خوبصورت کرنا ہے کس کو بلانا ہے، اور ٹاک شو (Talk Show) میں کس کی زیادہ ریٹنگ (Rating) ہے کون زیادہ بولتا ہے کون زیادہ اچھا کس کے خلاف بولتا ہے تب معاملہ چلتا ہے: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾۔

سنیں ذرا آگے: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾: اور اللہ تعالی کا تمہارے اوپر فضل وکرم نہ ہوتا، فضل نہ ہوتا رحمت نہ ہوتی، بعض علماء نے کہا ہے کہ "فضل الإسلام ورحمة القرآن" اگر اللہ تعالی کا خاص فضل آپ پر نہ ہوتا اور رحمت نہ ہوتی یہ توجیہ نہ ہوتی، اس معاملے کا حل اس طریقے سے بیان نہ ہوتا (حل بتادیا نا، مصیبت کتنی بڑی ہے قتل وغارت تک اب خونریزی تک معاملہ جا سکتا ہے فساد فتنے کی طرف جا سکتا ہے بدامنی کی طرف جا سکتا ہے) تو نہ عزت رہے گی نہ مال رہے گا نہ جان رہے گی۔

﴿لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾﴾: تو تم ضرور شیطان کی اتباع کرتے مگر بہت تھوڑے بچ جاتے جو عمل کرتے اس توجیہ پر اور اس طریقے پر جو اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے۔

بہت کم بچ جاتے ورنہ اکثریت کیا کرتی؟ شیطان کے راستے کی اتباع کرتی۔

آج کیا ہو رہا ہے کس کے راستے کی اتباع ہو رہی ہے؟

دیکھیں یہ آیت ہم بار بار پڑھتے ہیں سورۃالنساء میں: ﴿لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾: ہر وہ شخص جو خبر کی نشرواشاعت کرتا ہے بغیر صحیح تحقیق کے۔

تحقیق تو وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے تحقیق کی ہے، اپنے مطلب کی مرضی کی تحقیق کرتے ہیں اگر صحیح تحقیق کرتے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور معاملات کو صحیح اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے طے کرتے پھر جاکر خبر بتاتے پھر اس کی نشرواشاعت کرتے واللہ! خیر ہی خیر ہوتا امن وامان ہوتا کوئی فساد کوئی شر نہ ہوتا۔

اکثریت کیا کرتی ہے؟﴿لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾: تو اکثریت کہاں پر ہے رحمٰن کی اتباع میں ہے یا شیطان کی اتباع میں ہے؟ اور دور حاضر میں دیکھ لیں آپ!

اُس زمانے میں یہ کام کون کرتا تھا؟ منافقین کرتے تھے۔

اور منافقین سے متاثر بعض لوگ اگر کچھ بات بھی کرتے تو اس آیت کے بعد وہ بھی سمجھ گئے کیونکہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی تو اس میں کچھ صحابہ بھی شامل تھے اُن کو پتہ نہیں چلا، سیدنا مسطحؓ اور سیدنا حسان بن ثابت جو شاعر تھے معروف صحابی ہیں یہ بھی شامل تھے انہوں نے بھی باتوں باتوں میں بات کردی اور یہ خبر بہت یعنی پھیل گئی بدامنی کی بات ہے کہ نہیں؟!

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی بات ہے اُم المؤمنین کی بات ہو رہی ہے لیکن جب منافقین نے کثرت سے یہ بات معاشرے میں کرنا شروع کردی تو کچھ لوگوں نے (بہت نہیں) یہ بات کی تو سخت وعید نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے معاف بھی کردیا جب انہوں نے توبہ کی ہے، حد بھی قائم کردی اُن لوگوں پر کوڑے مارے گئے۔

الغرض توبہ بھی کی ہے اللہ تعالیٰ نے توبہ بھی قبول کرلی ہے (الحمدللہ)۔

اس آیت کے تعلق سے سیدنا عمر کا بڑا پیارا قصہ ہے صحیح بخاری مسلم میں فرماتے ہیں: "خبر پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے تو میں گیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف میں نے عرض کی سوال کیا کہ کیا آپ نے طلاق دے دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جی نہیں! میں نے طلاق نہیں دی، فرماتے ہیں کہ اُسی جگہ میں نے بڑی بلند آواز میں اعلان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق نہیں دی بیویوں کو"۔

یعنی غلط خبر کی نشرواشاعت تھی پھر یہ آیت نازل ہوئی، اسباب نزول میں سے اس آیت کے ایک یہ بھی ہے۔

یہ کیوں فرمایا﴿لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا﴾؟ جب منافقین تو قلیل تھے﴿اِلَّا قَلِيۡلًا﴾ کیوں؟ کیونکہ بعض لوگ بھی اس میں شامل تھے پتہ نہیں چلتا، یعنی وہ بھی صحابہ تھے جو کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے دی ہے۔

منافقین ایک شوشہ چھوڑ دیتے ہیں تو اچھے لوگ بھی بعض اوقات اس میں شامل ہو جاتے ہیں اُن کو پتہ نہیں ہوتا لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اور سیدنا عمر کے اس اعلان کے بعد پتہ چل گیا کہ ہم سے بھی غلطی ہو گئی ہے۔

تو احتیاط کرتے کراتے دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی تربیت کی ہے ڈے ون (Day one) سے کوئی ایسا نہیں ہوتا، تربیت کرتے کرتے یہی لوگ جو ہیں پھر ایک کمال کے درجے تک پہنچ گئے الحمد للہ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (التوبہ:100):

تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اعلان ہے قرآن میں ہم پڑھتے ہیں لیکن ہر انسان کا ابتداء کا نقص بھی ہوتا ہے اور انتہا کا کمال بھی ہوتا ہے۔

آپ اپنے کیریئر کو دیکھ لیں کسی استاد کو دیکھ لیں آپ کسی عالم کو دیکھ لیں ابتداء کا ہمیشہ نقص ہوتا ہے کمی ہوتی ہے یہ کمی آہستہ آہستہ دور ہوتی جاتی ہے اور کمال کے درجے تک پہنچتے پہنچتے انسان کو بہت ساری ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں بہت ساری چیزوں سے گزر کر جانا پڑتا ہے پھر کمال کو پہنچتا ہے۔

آپ فقہاء اُربعہ کو دیکھ لیں معروف جو فقہاء ہیں آپ سلف میں کسی کو بھی دیکھ لیں یا بعض سلف میں **فضیل بن عیاض** کو دیکھ لیں آپ ڈکیت تھے (جانتے ہیں ڈکیت؟ جو لوٹ مار کرتے تھے) ایک مرتبہ کسی گھر میں لوٹنے کے لیے داخل ہو رہے تھے دیوار پر بیٹھ گئے دیوار پھلانگنے کے لیے، اب دیوار پر بیٹھے اُس طرف جانے کے لیے تو جو گھر میں شخص تھا وہ تہجد پڑھ رہا تھا (نماز) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ رہا تھا سورۃ الحدید میں:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ إلى آخر الآية (الحدید:16): بیٹھے بیٹھے کہتے ہیں کہ یہاں پر (دل پر) آکر لگی ہے: (کیا ابھی بھی مومنوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ اُن کا دل نرم ہو جائے اللہ کے ڈر سے خاشع ہو جائے جو حق نازل ہوا ہے اُس کے لیے)۔

کیا وقت نہیں آیا ابھی تک؟! یعنی ابھی تک تم ڈکیتی کرتے رہے ہو کہتے ہیں کہ میں نے سمجھا یہ پیغام ہے ہی میرے لیے کسی اور کے لیے نہیں ہے فوراً اُدھر ہی دیوار پر بیٹھے ہوئے توبہ کی اللہ تعالیٰ سے کہ آج کے بعد میں یہ کام نہیں کروں گا اور فوراً گھر کے اندر نہیں اُترے بلکہ باہر اُتر کر چلے گئے، اور اپنے وقت کے بڑے امام گزرے ہیں **"الفضیل بن عیاض"** عباد میں سے زہاد میں سے اور وہ راستہ چھوڑ دیا۔

القعنبی شرابی تھے توبہ کی ہے بڑے محدث بن گئے۔

تو ہمیشہ ابتداء کا نقص ہوتا ہے لیکن انتہا کے کمال کو دیکھا جاتا ہے نا کہ ابتداء کے نقص کو دیکھا جاتا ہے۔

الغرض: ﴿لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾: اچھی طرح جان لیں کہ اکثر لوگ جو شیطان کے راستے کی اتباع کرتے ہیں خصوصی طور پر باتوں کو پھیلانے میں تو علاج کیا ہے:

(۱) ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ﴾۔

(۲) تحقیق کر لیا کرو: "كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ": یہ کافی ہے کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے کہ ہر بات کو آگے پھیلا دے۔

یعنی بیچ میں ایک وقفہ ہے کہ کان ہیں پھر دل ہے پھر زبان ہے ایسا ہے نا؟ جبکہ کان اور زبان کو جو فاصلہ ہے وہ قریب ہے، بعض لوگ جو ہیں وہ کان سے زبان پر اتار دیتے ہیں فوراً دل تک نہیں پہنچنے دیتے جبکہ دل سے سمجھا جاتا ہے تولا جاتا ہے، کیا صحیح ہے کیا غلط ہے تحقیق دل سے کی جاتی

ہے جس میں اخلاص بھی شامل ہے سچائی بھی شامل ہے بہت سارا اس میں خیر شامل ہے، جب تول کر آپ اس مسئلے کو دیکھتے ہیں پھر آپ بولتے ہیں" تحقیق سچی خبر ہے سچ بات ہے"۔

ہر سچی بات آپ ہر وقت کرتے ہیں؟

خبر تو سچی ہے اب پھیلانی ہے علماء کیا کرتے ہیں؟ اُن کو پتہ ہوتا ہے کہ کب پھیلانی ہے کب نہیں پھیلانی۔

حکمت کیا ہوتی ہے؟ حکمت پھیلانے میں ہے تو ہر سچی بات آپ نہیں کر سکتے۔

مثال کے طور پر قبر کا طواف شرک ہے سچ ہے جھوٹ ہے؟ سچ ہے۔

آپ جا کر جو قبر کا طواف کرتے ہیں کہتے ہیں کہ تم مشرک ہو تم شرک کر رہے ہو؟! بات سچی ہے وہاں پر کہو گے؟!

یعنی حکمت کا تقاضہ ہے کہ سچ وہاں پر جا کر بولیں ایسا ہے؟!

آج کون سا دن ہے؟ 15 شعبان۔

کیا کہتے ہیں اسے؟ شب برأت کہتے ہیں۔

شب برأت جو ہے کوئی اس کا کانسپٹ (Concept) نہیں ہے شرعاً، شب برأت کے لیے کوئی خاص عبادت، یا کوئی خاص عمرہ، یا کوئی خاص دعا، کوئی خاص نماز، کوئی خاص صدقہ بدعت ہے جائز نہیں ہے، یعنی اسی رات کی اہمیت کو دیکھ کر کوئی عبادت مخصوص کر دینا بدعت ہے جائز نہیں ہے۔

اب شب برأت کی محفل ہے آپ جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں "شب برأت بدعت ہے"۔

شب برأت بدعت ہے سچ ہے جھوٹ ہے؟ سچ ہے۔

یہ سچ یہاں پر آپ محفل میں جا کر کہہ سکتے ہیں؟! محفل جا کر کہیں گے کہ آپ بدعتی ہو بدعت کر رہے ہو تم لوگ؟! ایسے نہیں کریں وہ پکڑ کر پھر وہی کام کریں گے جو بتا رہے ہیں بھائی! حکمت کا تقاضہ ہوتا ہے اگر آپ خیر چاہتے ہیں نا آپ وہاں پر بات نہ کریں جن کو آپ جانتے ہیں وہاں پر موجود تھے الگ سے اُن کو سمجھا سکتے ہیں۔

دیکھیں نصیحت ایک طریقہ ہوتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ منکر کو ہاتھ سے روکنا ہے نہیں تو زبان سے روکنا نہیں تو دل سے روکنا ہے، میں ہاتھ سے روکنے گیا ہے۔

ایک منکر ہے ایک فاعل منکر ہے دونوں میں فرق سمجھیں آپ:

(۱) فاعل منکر کو نصیحت کی جاتی ہے۔

(۲) اور منکر کو ہاتھ سے روکا جاتا ہے۔

فاعل منکر جو ہے یہ غلط جو کر رہا ہے اس کو نصیحت آپ نے کی ہے؟ نہیں کی ہے نا تو ہاتھ سے کیسے روکیں گے آپ؟! اس کو پتہ ہی نہیں ہے یہ بدعت ہے جب سے ہوش سنبھالا ہے وہ یہی شب برأت منا رہا ہے اُس کو کیا پتہ کہ شب برأت کیا ہے؟!

اُس کو پتہ ہے کہ مٹھائی ملتی ہے اس میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اس میں عبادت بھی ہوتی ہے اور اچھا لباس مل جاتا ہے گھر کی صفائی ہو جاتی ہے لائٹیں لگ جاتی ہیں اس کے لیے تو عید ہے نا! اور اس نے تو اس پر زندگی گزاری ہے اس کو نہیں پتہ کہ بدعت ہے کیا ہے اب آپ کا کام ہے آپ نے کیسے پہنچانا ہے کہ یہ بدعت ہے سنت سے ثابت نہیں ہے اور بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ تو آپ کا ذمہ ہے نا آپ سیدھا جا کر اعلان کر دیں گے! تو ہر خبر اگر سچی بھی ہو تو اس کی نشر و اشاعت نہیں کی جاتی اِلَّا یہ کہ حکمت کے تقاضے کو دیکھ کر کرتے ہیں حکمت کا تقاضہ کون جانتا ہے؟ علماء اور جو اولی الأمر ہیں وہ جانتے ہیں اس لیے معاملہ اُن کے سپرد ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾﴾ (النساء:84)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے، یہ باتیں جو ہیں جہاد اور قتال کے سیاق وسباق میں آرہی ہیں، پہلے درس میں بھی اور اُس سے پہلے بھی ان آیات کریمہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ جہاد کا ذکر ہے اور جہاد کا مرحلہ کیسے ہوا ﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ (النساء:77) کا مرحلہ تھا مکہ میں ہاتھ اٹھانا ہے یا آپ نے ہاتھ کو نہیں اٹھانا ہاتھ کو روکے رکھنا ہے اگرچہ نقصان بھی ہوتا ہے یا جان بھی چلی جاتی ہے تو کمزوری کا وقت ہے ابھی حکمت کا تقاضہ نہیں ہے کہ آپ یعنی خطرہ مول کر اپنی جان کو صرف قربان کر دیں۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاد میں صرف جان دے کر شہادت کا جام نوش کر لیں بلکہ اس میں دیکھا جاتا ہے کہ دین کی سربلندی کے لیے جو ہم کاروائی کر رہے ہیں تو دین اسلام کی سربلندی ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی مسلمانوں کی جان عزت مال کی حفاظت ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی کیونکہ اصل جہاد کا مقصد کیا ہے؟ "الإعلاء كلمة الله": اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی۔

سربلندی کون کرتا ہے؟ مسلمان کرتے ہیں۔ مسلمان کب کریں گے جب نہ جان نہ مال نہ کوئی عزت رہے گی؟!

تو جان کی حفاظت مال کی حفاظت عزت کی حفاظت بھی جہاد میں شامل ہے اگر اللہ تعالیٰ کے راستے کی سربلندی کے لیے جان قربان کرنا پڑے تب شہادت ہے لیکن تمام شرطوں کے پورا ہونے کے بعد اور شریعت کے اصول کے مطابق جب جہاد کیا جاتا ہے تب جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کی جاتی ہے تب شہادت ملتی ہے ہر کاروائی میں شہادت نہیں ہوتی۔

اور کیونکہ لوگ کبھی آگے پیچھے ہو جاتے تھے کبھی وسوسہ ہو جاتا تھا جہاد نیا نیا جو ہے ناوہ مشروع ہوا تھا تو جہاد کے مرحلے میں سب سے پہلے تھا:

1-﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾: پہلا مرحلہ جہاد کا یہ نوٹ کر لیں۔

2-دوسرا ہے جن لوگوں نے قتال کیا اُن کے خلاف قتال کرو سب کے خلاف نہیں لیکن ظلم زیادتی نہیں کرنی ظلم زیادتی کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے جتنا نقصان پہنچا ہے اتنا نقصان پہنچاؤ۔

جو تم سے قتال کرتے ہیں جنگ کرتے ہیں ان کے خلاف قتال کرو سب نہیں، فلاں مشرک ہے ان کے خلاف دوسرا نہیں جس نے قتال کیا ہے، یہودی ہیں صرف یہودی ان کے خلاف کسی اور کے خلاف نہیں۔

3- تیسرا مرحلہ ہے تمام کفار کے خلاف جو بھی کافر ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جب تک کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں کلمہ نہ پڑھ لیں (کلمہ شہادت) یا جزیہ نہ دے دیں قتال کرتے رہنا ہے۔

4- ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:39) یہ آخری ہے، دین کی سربلندی کے لیے ہر کافر کے خلاف قتال کیا جاتا ہے۔

جب نیا نیا جہاد مشروع ہوا تھا اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا تو کچھ لوگ کتراتے تھے جیسا کہ پچھلے درس میں گزر چکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ قتال کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

دیکھیں پھر ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ہے، میں نے بار بار کہا ہے کہ یہ لفظ بار بار آپ کے لیے آئے گا تا کہ کسی کو کوئی خدشہ نہ ہو کہ فی سبیل اللہ کے علاوہ بھی کوئی قتال کیا جاتا ہے شرعاً، اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی ہے "لَاإِلٰہ إِلَّا اللہ" کلمہ توحید کی سربلندی کے لیے: ﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾۔

﴿لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ﴾: آپ اپنے نفس کے سوا کسی کے مکلف نہیں ہیں۔

آپ نے اپنا حساب دینا ہے کسی اور نے اپنا حساب دینا ہے جو نہیں آپ کے ساتھ آتا آپ قتال جو آپ کو حکم اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیا ہے آپ کریں: ﴿لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ﴾۔

﴿وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: اور لوگوں کو آمادہ کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے۔

اجاگر کریں ترغیب دیں کہ جہاد جو ہے اللہ تعالیٰ کے دین میں اُس کی کیا شان ہے، اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لیے کون سے درجے بیان فرمائے ہیں اور شہید کے لیے جنت میں کیا کیا چیزیں ہیں یہ سب اس طریقے سے جو ہے آپ لوگوں کو بتائیں اور انہیں آمادہ کریں جہاد کے لیے: ﴿وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: یعنی: "علي الجهاد في سبيل الله"۔

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ روک دے کافروں کو جنگ کرنے سے۔

﴿بَاْسَ﴾ جنگ کو کہتے ہیں، جنگی کاروائی کہ جب آپ خود قتال کریں گے مومنوں کو ترغیب دیں گے اجاگر کریں گے جہاد کے لیے آمادہ کریں گے وہ بھی میدان میں آجائیں گے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے تو کافر جو ہیں قریب ہے کہ اپنا ہاتھ روک لیں اور ڈر جائیں اور جنگ کی کاروائی نہ کریں، اللہ تعالیٰ اُن کو روک دے گا۔

﴿وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿٨٤﴾﴾: اور اللہ تعالیٰ کی جنگ سخت ترین ہے یعنی اللہ تعالیٰ جب جنگ چاہتا ہے کسی کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی جنگ یا کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

اللہ تعالیٰ چاہے تو مومن نہ بھی کرے قتال تو اللہ تعالیٰ خود ہی کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اللہ تعالیٰ کی جو سزا ہے جو جنگ ہے وہ بہت سخت ہے یہ کافر نہیں جانتے: ﴿وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا﴾: اور اللہ تعالیٰ کی سزا بھی سخت ہے سب سے بڑی سخت ہے۔

یعنی مومن تو سر قلم کریں گے نا کیونکہ جنگ بدر میں کیا حکم ہوا تھا آپ نے وار کہاں پر کرنا ہے؟ یا سر پر کرنا ہے گردن پر کرنا ہے یا ہاتھوں پر کرنا ہے تاکہ دشمن جو ہے وہ تلوار اٹھانے کے قابل نہ ہو ("اطراف" ہاتھوں پر)۔

یعنی سزا تو دی ہے مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں کافروں کے خلاف کاروائی میں جو اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے وہ کیا ہے؟ سب سے سخت سزا اللہ تعالیٰ کی پکڑ اللہ تعالیٰ کی سزا ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی، اس لیے جو ہمارے ذمہ کام ہے ہم نے وہ کرنا ہے وہ نہیں کرنا جو ہمارے ذمہ نہیں ہے یا ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے۔

اس لیے **جہاد کی شروط میں سے طاقت اور قدرت شرط ہے** اگر طاقت اور قدرت نہیں ہے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

ہلاکت ہے کیوں کیسے ہلاکت ہے ہم دفاع کرنا چاہتے ہیں یا جہاد کافروں پر اٹیک (Attack) کرنا چاہتے ہیں جنگ بدر میں تین سو تیرہ (313) تھے اور مشرکین جو تھے وہ ہزار تھے ہم کیوں نہ کریں؟! طاقت اور قدرت کہاں تھی تین سو تیرہ (313) کے پاس یہ شرط کہاں سے آگئی؟! دلیل بھی سنیں تعلیل بھی سن لیں کہ کوئی بھی جو واجبات ہیں شرعاً بغیر طاقت کے واجب رہتے ہیں؟

(۱) نماز ہے آپ نہیں پڑھ سکتے کھڑے ہو کر جبکہ **قیام مع القدرۃ** شرط ہے نماز کی آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں فرض نماز، نہیں کھڑے ہو کر پڑھ سکتے بیمار ہیں یہ جو رکن ہے القیام کا ساقط ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ رکن ساقط ہو گیا (واجب ہے رکن ساقط ہو گیا) آپ بیٹھ کر نماز پڑھیں۔

(۲) آپ بیمار ہیں نماز وقت پر نہیں پڑھ سکتے آپ جمع کر سکتے ہیں رخصت ہے آپ کے لیے، نہیں؟! جبکہ نماز وقت پر آپ نے پڑھنی ہے یہاں پر وقت کی شرط ساقط ہو گئی ہے جمع کی آپ کو اجازت ہے عذر شرعی ہے۔

تو عذر شرعی سے جو واجب ہے ساقط ہو جاتا ہے، ایک قاعدہ ہے: "**لا واجب مع العجز**" (عجز کے ساتھ کوئی واجب باقی نہیں ہوتا)۔

اگر جہاد واجب ہے اور عجز ہو واجب باقی رہتا ہے؟ جب نماز ہی نہیں تو پھر جہاد کہاں سے آگیا؟!

تو پہلا تو یہ ہے، دوسری واضح دلیل ہے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دے گا آخری زمانے میں جب دجال کا خاتمہ کریں گے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ خبر دیں گے کہ اب یاجوج و ماجوج نکلنے والے ہیں ایسی قوم نکلنے والی ہے جس کی آپ کو کوئی طاقت نہیں ہے روکنے میں۔

دجال سب سے بڑا فتنہ ہے دجال قتل و غارت بھی کرے گا دجال کو کوئی قتل نہیں کر سکے گا سوائے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے، اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر آسمان سے نازل کریں گے دو فرشتوں کے پَروں پر ہاتھ رکھ کر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے اور یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوں گے اور قتل کریں گے دجال کا۔

کہاں پر قتل کریں گے، کس چیز سے قتل کریں گے، کون سی جگہ ہو گی سب متفق علیہ حدیث میں (صحیح بخاری صحیح مسلم کی سب احادیث میں) صحیح حدیث میں موجود ہیں یہ ساری چیزیں لیکن جب باری آئے گی یاجوج و ماجوج کی اللہ تعالیٰ حکم دے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو جو اُن کے

ساتھی ہیں کہ ''حَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ''کہ میرے بندوں کو لے کر طور کے پہاڑ پر چلے جاؤ پہاڑوں کے اوپر چلے جاؤ آپ کی کوئی طاقت نہیں ہے اُن کے مقابلے میں۔

دفاع کرنا جہاد ہے کہ نہیں؟ اپنی زمین چھوڑدیں گھر چھوڑدیں اپنا سب کچھ چھوڑدیں؟ جی ہاں! کیونکہ یاجوج وماجوج جو ہیں وہ آرہے ہیں روک نہیں سکتے ہو طاقت نہیں ہے (اور جہاد کے لیے بھی دفع کے لیے بھی یاد رکھیں طاقت شرط ہے)، تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام چنانچہ پہاڑوں پر چلے جائیں گے اپنا گھر چھوڑدیتے ہیں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں اور یاجوج وماجوج جو ہیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے چلے جاتے ہیں۔

پھر یاجوج وماجوج کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے؟ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! ان کے شر سے ہمیں بچائیں۔

کیونکہ ایسا وقت آتا ہے کہ اتنا قحط ہو جاتا ہے کچھ کھانے کو نہیں ملتا لوگ جِلد بھی کھالیتے ہیں ہڈیاں چوستے ہیں اتنا مشکل وقت آجاتا ہے مومنوں پر پھر دعا کرتے ہیں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے پھر اللہ تعالیٰ ایک خاص بیماری نازل کرتا ہے وہ بیماری لگتی ہے اس یاجوج وماجوج کی پوری قوم کو تو پوری قوم ہلاک ہو جاتی ہے۔ یعنی مقابلہ کوئی انسان نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ چاہے تو نہ بھیجے اللہ کی آزمائش ہے مصیبت بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے ٹالتا بھی اللہ تعالیٰ ہے ہمارے ذمے جو کام ہے اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمان کی پیروی کرتے ہوئے اطاعت کرتے ہوئے ہم نے اس پر عمل کرنا ہے اپنی مرضی نہیں کرنی۔ یہاں پر جوش اور جذبات کی بات نہیں ہوتی اتباع کی بات ہے اتباع کیا ہے؟ پہاڑوں پر چلے جائیں۔ گھر چھوڑدیں بزدل بنیں؟! بزدلی کہاں سے آئی؟

"الشجاع، بہادر، اور بزدل": شجاع کسے کہتے ہیں؟

ہر وہ بندہ جو تلوار اٹھا کر مرتا رہے جو غصے پر قابو نہ پائے یا جوش اور جذبات سے کام لے کر کوئی کروائی کرے وہ بہادر ہوتا ہے یا صبر کرنے والا غصے پر قابو پانے والا اور اتباع کرنے والا بہادر ہوتا ہے؟ زمین اور آسمان کا فرق ہے، اس لیے بہادر وہ نہیں ہے جو صرف کاروائی کرنا جانتا ہو بہادر وہ ہے جو شریعت کے تابع سر جھکا کر پیچھے چلنے والا ہو۔

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بہادر تھے کہ نہیں؟ ہمارا ایمان ہے کہ بہادر تھے، اللہ کے پیارے نبی ہیں بہادر تھے۔

کیوں چلے گئے گھروں کو چھوڑ کر؟ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ طاقت نہیں ہے ہاتھ مت اٹھاؤ۔

تو علماء کہتے ہیں اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ جہاد کے لیے طاقت اور قدرت کا ہونا شرط ہے۔

الغرض، کافر کے خلاف کاروائی کے لیے جب جہاد کیا جاتا ہے تو شریعت کے اصول اور قواعد کے مطابق ان پر تول کر کاروائی کی جاتی ہے اگر کوئی شرط اس میں خلل آجائے تو پھر جہاد نہیں ہے وہ پھر اس سے فساد برپا ہوتا ہے اور آپ نے دیکھا ہے دورِ حاضر میں جتنی بھی جہاد کے نام پر کاروائیاں ہوئی ہیں اُن سے فساد ہی ہوا ہے اور جہاد کہیں پر ثابت نہیں ہوا (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝٨٥﴾ (النساء:85)

جس نے نیک بات کی سفارش کی (شفاعۃ حسنۃ کی ہے)، شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور سفارش کا مطلب ہے شفاعت کا مطلب "طلب الخیر للغیر" کسی غیر کے لیے کسی سے سفارش کر کے اس کے لیے خیر کا باعث بننا، اور اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) یا شفاعۃ حسنۃ ہے۔ (۲) یا شفاعۃ سیئۃ کی۔

یا اچھی شفاعت یا بُری شفاعت ہے:

(۱) یا کسی کی شفاعت کسی کے لیے خیر کا سبب بنتی ہے کسی کی شفاعت کسی کے لیے شر کا سبب بنتی ہے بُری ہوتی ہے۔

(۲) کوئی کسی کی سفارش کر کے کسی کا حق مار دیتا ہے بغیر میریٹ (Merit) کے کسی کو بھرتی کرا دیتا ہے تو بُری شفاعت ہے۔

(۳) اور کوئی کسی کو میریٹ (Merit) کی بنیاد پر سفارش کر کے نوکری میں بھرتی کر دیتا ہے تو یہ شفاعۃ حسنۃ ہے۔

(۴) کوئی کسی کا کام رُکا ہے کوئی شخص جو ہے اُس نے کسی کی تنخواہ روک دی ہے دو تین مہینے سے تنخواہ نہیں دیتا آپ کا وہ جاننے والا ہے آپ سفارش کرتے ہیں بھئی آپ کیوں اس پر ظلم کرتے ہیں اللہ تعالی سے ڈریں اس کا حق واپس کر دیں، وہ آپ کی بات سن کر اس کا حق واپس کر دیتا ہے شفاعۃ حسنۃ ہے۔

(۵) کسی نے ناجائز کسی چیز پر قبضہ کیا ہے آپ اس کو سفارش کرتے ہیں کہ بھئی ناجائز قبضہ ہے آپ سمجھاتے ہیں وہ آپ کی بات سمجھ لیتا ہے اور جس کا حق ہے اس کو مل جاتا ہے واپس شفاعۃ حسنۃ ہے۔

تو شفاعۃ حسنۃ کے لیے جو بھی شفاعۃ حسنۃ کرتا ہے اچھی شفاعت کرتا ہے تو اُس کو اُس میں سے حصہ ملے گا یعنی اُس کا اُجر ضائع نہیں ہو گا اُجر ملے گا، اور جو بُری شفاعت کرتا ہے کسی کے لیے بھی تو اُس کو بھی اُس میں سے حصہ ملے گا۔

اب تھوڑا سا رُکتے ہیں یہاں پر کہ جب ﴿شَفَاعَةً حَسَنَةً﴾ کا لفظ آیا ہے، باری ہے تو ﴿نَصِيبٌ﴾ کا لفظ ہے اور جب ﴿شَفَاعَةً سَيِّئَةً﴾ کی بات آئی باری ہے تو اس میں ﴿كِفْلٌ﴾ کا لفظ ہے نصیب اور کفل میں کیا فرق ہے (سبحان اللہ) جبکہ نصیب ہونا چاہیے نا (حصہ)؟ کفل بھی حصہ ہی ہوتا ہے نصیب اور کفل میں کیا فرق ہے؟

فرق ہے تو اللہ تعالی نے بیان فرمایا نا ورنہ سیاق اور سباق تو ایک ہی ہے یعنی: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ "نَصِيبٌ" مِنْهَا﴾: یا ﴿كِفْلٌ مِنْهَا﴾ دونوں میں نہیں ہے وجہ کیا ہے جانتے ہیں؟

"نصیب" میں اوپر نیچے ہو سکتا ہے، "کفل" برابر ہونا چاہیے، کفل میں جو حصہ ہے وہ برابر ہی کا ہوتا ہے برابر کیوں ہے اس کی وجہ ہے نا ایسے تھوڑی ہے:

(۱) جو کوئی نیکی کرتا ہے اس کو کتنا حصہ ملتا ہے کتنا گنا اُجر ملتا ہے؟ کیا برابر اُجر ملتا ہے یا زیادہ ملتا ہے؟ دس گنا سات سو گنا سے زیادہ تو ﴿نَصِيبٌ مِنْهَا﴾ زیادہ کم ہو سکتا ہے تو زیادہ ہی ہو گا، ﴿شَفَاعَةً حَسَنَةً﴾ کا ﴿نَصِيبٌ﴾ ہے یعنی جتنا آپ نے کیا ہے اس سے زیادہ آپ کو توقع ہونی چاہیے۔

(۲) اگر بُری سفارش کی ہے تو جتنا کیا اتنا ہی ملے گا بس زیادہ بوجھ زیادہ زیادہ گناہ نہیں ملے گا عدل ہے نا اس میں، اس لیے جو بُرائی کرتا ہے بُرائی کا بدلہ ایک بُرائی ہے نیکی کا بدلہ ایک سے زیادہ نیکی ہے یہ یقین ہے تو جب نیکی اور بُرائی کی بات آئی ہے تو اس میں بھی آپ یاد رکھیں دیکھیں یہاں پر بھی عدل وانصاف ہے سبحان اللہ، تو ﴿كِفْلٌ مِّنْهَا﴾: کفل کہتے ہیں تول کر معاملے کو کرنا جبکہ یہ بھی حصہ ہے تو تُلا ہوا حصہ برابر برابر کا جو ہے ناوہ گناہ ہو گا اس سے زیادہ نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا (سبحان اللہ)۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝۸۵﴾: اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مقیت ہے۔

مقیت میں تین معنی ہیں یاد رکھیں "حفیظ، حسیب، شہید": مقیت جو ہے کیونکہ یہاں پر شہید نہیں ہے:

(۱) بعض ترجموں میں شہید ہے۔

(۲) بعض میں حفیظ ہے۔

(۳) بعض میں آپ دیکھیں گے کہ حساب لینے والا ہے۔

تینوں کو ملا کر ایک لفظ بنتا ہے "مقیت"۔

﴿مُّقِيْتًا﴾: اللہ تعالیٰ مقیت ہے، مقیت کہتے ہیں شہید کو جو گواہ ہے، حسیب کو جو حساب لینے والا ہے، حفیظ کو جو محفوظ یا حفاظت کرنے والا ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اچھا کیا ہے یا بُرا کیا ہے سفارش اچھی کی ہے یا بُری کی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہے اللہ تعالیٰ نگہبان ہے دیکھ بھی رہا ہے، محفوظ بھی کر دیا ہے فرشتوں نے لکھ دیا ہے لکھنے والوں نے اور حساب کون لے گا؟ اللہ تعالیٰ لے گا۔

تو لفظ مقیت میں یہ تمام معنی شامل ہیں۔

اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ سلام کے تعلق سے بڑا پیارا پیغام ہے اس پر بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-17: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات: 83-85) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio